رسالہ تشحیذ الاذہان

جلد ۵ — نمبر ۶

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء | فہرست مضامین | مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۸

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
ایڈیٹوریل نوٹس	۲۰۱-۲۰۴	
دیانند مت میں راج کی تعلیم	۲۰۵-۲۱۶	اسسٹنٹ ایڈیٹر
اسلام و آریہ سماج	۲۱۷-۲۲۶	"
اپیل بخدمت ممبران انجمن تشحیذ الاذہان	۲۲۷-۲۲۸	"
دعا اور اسلام	۲۲۸-۲۳۳	شیخ منظور علی صاحب شاکر مراد آباد
پردہ	۲۳۴-۲۳۶	سید مظفر حسین صاحب آزاد
ریویو	۲۳۷-۲۳۸	اسسٹنٹ ایڈیٹر
خدا تعالیٰ کے قہری نشانات	۲۴۱	

باہتمام حافظ عبد الرحیم مورخہ ۳۰ - جون سنہ ۱۹۱۰ عیسوی کو قادیان دار الامان سے شائع ہوا

اصلی ممیرا اور ممیرےکا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرےکے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہوتا ہے اس اثنا میں بہت سے
لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم مولوی نورالدین صاحب مدظلہٗ
کے مجوزہ نسخہ کیمطابق طیار کیا گیا ہے۔ اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اس کے
اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا گیا ہے۔ یہ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ
"برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے سوا کسی اور شہادت کی مجھے ضرورت نہیں
کیونکہ چار لاکھہ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار
ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑوال ٹیل اور سرخی اور
ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فیتولہ عہ قسم دوم عہ
قسم سوم عدر اصلی ممیرا قسم اول فیتولہ عنہ۔ قسم دوم ے ر

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا کیلئے نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم ریاح دافع بواسیر وجذام واستسقا وزردی رنگ
وتنگی نفس ودق شیخوخیت وفساد بلغم وقاطع کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ وسلسل البول وسیلان منی
ویبوست ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں
قیمت فیتولہ ۸ ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی بادامی سیاہ سفید ماشی ریشمی اور سوتی لٹری ململ سفید اور بادامی
اور زری کی پشاوری جوتیاں
اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں۔ ۸ سے عہ تک

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایڈیٹوریل نوٹس

عجیب اتفاق

چاروں رشیوں کے نام جن پر وید نازل ہوئے ہیں۔ وایو۔ آوت۔ انگرہ اگنی ہے۔ یعنی چاروں رشیوں کے نام چاروں عناصر پر تھے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ یہ بناوٹی نام ہیں۔ یا در اصل یہ کوئی انسان نہیں تھے صرف عناصر ہی عناصر ہیں۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ وید محفوظ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ہوا۔ مٹی پانی اور آگ کی کیا مجال ہے کہ کسی کتاب کو محفوظ رکھ سکیں۔ نیز گزشتہ زمانہ کی سائنس کے مطابق تو ہوگیا۔ کیونکہ اسوقت صرف چار ہی عنصر تھے۔ مگر اب تو بہت سارے عناصر معلوم ہوتے ہیں۔ تو کیا رشی بھی بہت سارے ہیں اور علیٰ ہذالقیاس وید بھی

ہم کسی قانون قدرت کے خلاف امر کو تسلیم نہیں کر سکتے

آریہ صاحبان ہمیشہ مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہ فلاں بات اسلام میں خلاف قانونِ قدرت ہے۔ ہم سکو تسلیم نہیں کرنا چاہا۔ بہت سمجھایا۔ کہ تم جو کہتے ہو۔ کہ خلاف قانون قدرت ہے۔ خلاف قانون قدرت ہے کیا تم نے قوانین قدرت کا احاطہ کر لیا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ قوانین قدرت کیا ہیں؟

ایک انسان اسوقت ایک بات کو اپنے سطحی خیالات کے مطابق خلاف قانون قدرت سمجھتا ہے مگر مشاہدہ بتا دیتا ہے کہ یہ خلاف قانون قدرت نہیں مثال کے طور پر یہ عرض ہے کہ ہر ایک جاندار چیز مذکر و مونث کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ عام لوگوں کے نزدیک ایک قانون قدرت ہے مگر ایک عالم جانتا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک کوزہ میں دہی ڈال کر کوزہ کا منہ بند کر کے کسی کوڑے کے نیچے دبا دیا جاوے۔ تو اس سے زہریلے جانور بنجاتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ یہاں قانون قدرت کدھر گیا۔ مگر آریہ صاحبان یہی سمجھتے ہیں۔ کہ نہیں ہم تمام قوانین قدرت کو خوب جانتے ہیں۔ اس لئے میں آریہ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ ذیل کا واقعہ کس قانون قدرت کے مطابق ہے:

ایڈیٹر پرکاش مورخہ ۲۸۔ بیساکھ میں سیتاجی کے سوانح لکھتا ہوا کہتا ہے "ان کی آہ وزاری سے فضائے آسمان پر اڑنیوالے پرند تک لرز گئے جٹایو نے بھی جو پرندوں کا راجہ اور مہاراجہ دشرتھ کا بڑا رفیق تھا۔ اس آہ وبکا کو سنا اور سبب اسے یہ ماجرا معلوم ہوا۔ تو وہ اپنی بساط بھر سیتاجی کی مدد پر مستعد ہو کر راون کے سر پر منڈلانے اور چونچیں مارنے لگا۔ تھوڑے عرصہ تک جٹایوں نے راون کا آگے چلنا محال کر دیا۔ اس کے رتھ اور رتھوان کے پرخچے اڑا دیئے۔ آخر اسکو پاپیادہ اور دیر تک بہت پریشان رہنا پڑا۔ راون غصے سے پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ اسنے تیر برسانے شروع کئے مگر جٹایوں نے اپنے زبردست پنجوں سے اس کی پیٹھ کی چھلنی کر ڈالی . . . . . "

کیا پنڈت صاحب بتائیں گے کہ یہ کونسا قانون قدرت ہے کہ اس طرح جٹایو نے سیتاجی کی ہمدردی کی۔ اگر کوئی قانون ہے تو بتائیں کہ جٹایو نے

اور کس کس شخص کی مدد کی۔ ہاں یاد رہے۔ کہ ہندوؤں کی کہانیوں سے ثبوت نہ دیں۔ بلکہ موجودہ زمانہ کا کوئی ثبوت دیں کیونکہ جو پہلے قانون قدرت تھا۔ اب بھی ہونا چاہیئے۔

کون سچّا ہے

ستیارتھ پرکاش سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیوگ سے گیارہ بچے حاصل کئے جا سکتے ہیں مگر منو جی لکھتے ہیں کہ "والد کا حکم پا کر ہون میں گھی لگا کر خاموش ہو کر بیوہ عورت میں لڑکا پیدا کرے۔ سوائے ایک لڑکے کے دوسرا لڑکا کبھی نہ پیدا کرے" (منو ۹-۶۰)

کیا دیانندی مہاشہ صاحبان! اسبات پر روشنی ڈالیں گے۔ کہ منو جی مہاراج جھوٹے ہیں۔ یا سوامی جی مہاراج بہرحال جو کوئی جھوٹا ہو۔ اس کی اتباع آریہ سماج کو ضرور چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ آریہ سماج کا چوتھا نیم ایسا کرنیکے لیئے مجبور کرتا ہے

کیا ہندوستان تمام مذاہب کا مرکز ہے

پرکاش نے ۷۔ جون ۱۹۱۰ء کے پرچہ میں اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں تحریر فرمایا ہے۔ "یہ تحقیق ہے کہ جتنے علم اور مذاہب روئے زمین پر پھیلے ہیں وہ سب آریہ ورت ملک سے ہی پھیلے ہیں اسکے ثبوت کے لیئے یہ بتایا گیا ہے کہ ایک جیکالٹ صاحب پیرس یعنی فرانس کے ملک کے رہنے والے اپنی کتاب دبائبل ان انڈیا میں لکھتے ہیں کہ سب علوم اور نیکیوں کا منبع آریہ ورت کا ملک ہے۔ اور جملہ علوم نیز مذاہب اسی ملک سے پھیلے ہیں"

اب میں ایڈیٹر صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم ہر ایک کی بات کو تسلیم کر لیں اگر ایک فرانسیسی نے ایسا لکھا ہے تو ہم اسکو کیا کریں۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کا مرکز عرب ہے جسے بچّہ بچّہ بھی جانتا ہے۔ تو آپ کی کلیت میں سے ایک تو مذہب خارج ہو گیا۔ کیا وجہ اور کیا ثبوت ہے۔

کہ ہم آریہ ورت کو اسلام کا مرکز سمجھیں۔ اسکے تو یہی معنے ہونگے۔ کہ ہم ایک سورج کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔ اور کوئی شخص ہمیں کہے کہ تم غلطی کرتے ہو۔ سورج ہے ہی نہیں تو کیا ہم اس کی بات کو مان لینگے؟

اسی طرح جبکہ ہم خوب جانتے ہیں۔ اور تمام دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اسلام کا مرکز عرب ہے۔ مگر ایک شخص کہتا ہے۔ کہ نہیں تمام مذاہب آریہ ورت سے نکلے ہیں۔ تو ہم کس طرح اسکی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مزید غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ سوائے ویدوں کے مذہب کے اور کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس کے متعلق ہم یہ کہہ سکیں کہ اسکا مرکز آریہ ورت ہے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام مذاہب کا مرکز آریہ ورت ہے؟

اسی طرح مضمون مذکورہ میں کہا گیا ہے کہ تمام نیکیاں آریہ ورت سے نکلی ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ سب سے بڑی نیکی تو یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان کہا جاوے۔ اس کے متعلق آریہ ورت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تمام لوگ جانتے ہیں یعنی وہ صرف آریہ ورت ہے جس میں ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا کیگئی۔ تو اس حالت میں کسطرح آریہ ورت تمام نیکیوں کی جڑھ ہو سکتا ہے۔

شدھی بند مسٹر دہرمپال نے اپنے اخبار ارجن مورخہ ۲۷۔ مئی سنہ ۱ء میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ آیندہ کسی کو شدھ نہ کیا جاوے کیونکہ ابھی آریہ سماج اس قابل نہیں ہے ایڈیٹر مسافر آگرہ (جو کہ شدھی کے بڑے دلدادہ ہیں) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو بعض آریہ مہاشہ نے لکھا ہے کہ مضمون مذکورہ کا جواب نہیں دینا چاہیئے۔ دیکھئے شدھی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؛

دیانند ست مین راج کی تعلیم

آریہ مسافر جالندھر ۱۹۰۸ء کے اختتام اور ۱۹۰۹ء کے ابتدا میں چھ سات نمبروں میں بار بار لکھتا رہا۔ کہ اسلام بغاوت کی تعلیم دیتا ہے اس کے جواب بہت سے مسلمان اخباروں کی طرف سے دیئے گئے۔ اور اسی اثناء میں رسالہ تشحیذ الاذھان نے بھی اس کے اعتراضات کے جواب دئیے۔ خیر اسوقت تو آریہ مسافر صاحب جالندھر نے خاموشی اختیار کی۔ اور پھر جب تک سابق ایڈیٹر صاحب زندہ رہے۔ اس بات پر کبھی کچھ نہیں لکھا۔ اس دفعہ پھر ایک مختصر سا نوٹ نکلا ہے۔ جس کی سرخی غزا اور جہاد ہے۔ اب بجائے اسکے کہ ہم اسکے اعتراضات کا جواب دیں۔ ایک اور طرز اختیار کرتے ہیں شاید ہے کہ آریہ صاحبان کے لیے یہی طریق مناسب ہو وہ طریق جو ہم اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ذرا اس معاملہ کے متعلق ستیارتھ پرکاش اور ویدوں سے مشورہ لیں کہ وہ کیا بتاتے ہیں۔ وید اور پھر ودیا آریہ سماج کی اور کتب جو بتائیں وہ آریہ سماج کے پیش کر کے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کو دیکھیں۔ اور پھر کسی کی طرف نگاہ اٹھائیں۔ پس جب ہم آریہ سماج کی پوتر پستکوں کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم کرتے ہیں۔ کہ ان میں سے قریباً ساری کی ساری کتابوں میں اس جہاد کی تعلیم ہے

ؔ اصل میں لفظ جہاد کے معنے کوشش کرنیکے ہیں جس پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔

جس جہاد پر آریہ سماج اعتراض کرتی ہے،

ویدوں میں مُلک گیری کی تعلیم

اس تعلیم کو دیکھکر سب سے پہلے ہمارے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ تعلیم کیوں ہے۔ کم ازکم ستیارتھ پرکاش اُس زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ جبکہ آریہ سماج کی سلطنت کسی جگہ بھی نہ تھی۔ اور نہ ہی یہ امید ہو سکتی تھی (اسوقت کیا اب بھی امید نہیں ہے) کہ کبھی آریہ سماج کی سلطنت ہوگی۔ اگر یہ صورت نہ تھی۔ تو پھر اس تعلیم کے ذکر سے پنڈت صاحب کا کیا منشاء تھا۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آریہ سماج کو سلطنت کیلئے کوشش کرنی چاہیئے؟

دوسری طرف جب ہم ویدوں کو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں بھی اس تعلیم کا ذکر ہے۔ جس سے تین صورتیں ضرور معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ صورت ہے۔ کہ مصنف وید کو یہ علم نہ تھا۔ کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ متبعین وید کی سلطنت دنیا کے کسی حصہ پر نہ رہے گی دوسری صورت یہ بھی ہے۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے بعض حکم وقتی ہیں تو اس سے یہ بھی خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ سارا وید وقتی تعلیم کو لئے ہوئے ہو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ خواہ کیسا ہی وقت ہو متبعین وید کو چاہیئے۔ کہ ضرور اپنی سلطنت بنائیں ورنہ وید کے وہ منتر فضول جاتے ہیں جن میں یہ تعلیم پائی جاتی ہے۔ اب ہم کسیقدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ وید کے متبعین کو کس طرح سلطنت کرنی چاہیئے۔ اسکے بعد ہم اپنی طرف سے آریہ صاحبان کی خدمت میں کچھ عرض کرینگے؛

راج کس طرح کرنا چاہیئے

وید کے اکثر منتروں اور آریوں کی مایہ ناز پستک سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کا انتظام ایک مجلس کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ جس کا نام آرین اصطلاح میں "راج آریہ سبھا" تھی

(دیکھو ستیارتھ[1] پرکاش صفحہ ۱۷۵) اس سبھا کے کم سے کم دس علماء اور اگر بہت ہی کم ہوں تو تین علما ممبر ہونے چاہئیں۔ یہ انجمن جیسے آئین باندھے۔ ان سے کوئی تجاوز نہ کرے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱)

اس سبھا کے ممبر کیسے ہونے چاہئیں؟

اس انجمن میں چاروں وید نیاشاستر نرکت دھرم شاستر وغیرہ کے جاننے والے تمام ممبر ہوں اور جس سبھا میں رگوید یجروید سام وید کے جاننے والے تین ممبر آئین باندھیں اس سبھا کی آئن کو کوئی بھی نہ توڑے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱) راجہ اور راج سبھا کے ممبر وہ ہو سکتے ہیں۔ جو چاروں ویدوں کے ان تین علوم یعنے کرم اپاسنا اور گیان رکھتے ہوں (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۲) یجروید ادھیائے کے منتر ۳۵ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ممبر وید جاننے والے ہوں۔ غرض راج سبھا کے ممبر سب وید کے عالم ہونے چاہئیں۔ مگر اسوقت ایسا نہیں ہوتا۔ اسلئے آریہ صاحبان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبروں کو وید پڑھائیں یا کم از کم ایسی پارلیمنٹ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے جس کے تمام ممبر وید کے عالم ہوں۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ وید ودیا سے محروم ہیں۔ وہ کبھی سبھا میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو جاہل بیوقوف ہیں۔ اور جاہل بیوقوف (خواہ مغربی باشندوں کی طرح کیسے ہی لائق ہوں مگر وید ودیا سے محروم ہوں) اگرچہ ہزاروں جمع کیوں نہ کئے جاویں ان سے سبھا نہیں بن سکتی۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲)

اس جگہ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ پنڈت دیانند صاحب نے تحریر

---

[1] اس مضمون میں جہاں کہیں ستیارتھ پرکاش کا حوالہ ہوگا۔ اس سے ستیارتھ پرکاش مترجمہ رادھاکشن مہتہ مطبوعہ سمت ۱۹۵۴ بکرمی مراد ہوگی بشرطیکہ ستیارتھ پرکاش کی کوئی خصوصیت نہ بیان کیگئی ہو۔

فرمایا ہے۔ کہ کم از کم دس ممبر اور اگر کچھ بھی نہ ہوں تو تین ممبر ایسی سبھا میں ہونے چاہئیں۔ جو راج کا انتظام کریں۔ اور وید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ راج ایک سبھا کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ مگر ان سب کے برخلاف پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ اگر صرف ایک ہی شخص جو ویدوں کا جاننے والا ہو کوئی قانون باندہی تو اس کے برخلاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ پنڈت صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "اکیلا سب ویدوں کا جاننے والا دوجوں میں اعلیٰ سنیاسی جس دہرم کی آئین باندھے وہی اچھا ہے۔" ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر ایسا شخص اکیلا ہی سلطنت کرے تو کیا ہرج ہے۔

راجہ یا پریزیڈنٹ سبھا کیسا ہونا چاہیئے؟

اب ہم راجہ کے اوصاف میں سے کچھ حصہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ آریوں کے راجہ کیسے ہونے چاہئیں

انل ہو یعنی ہوا کی مانند سب کے لئے جان کی طرح پیارا اور دل کی بات جاننے والا ہو (ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷۸) مگر ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ انسان کس قانون قدرت کے ماتحت دوسروں کے آئندہ حالات سے واقف ہو سکتا ہے۔ شاید وید نے کوئی ایسا منتر بتایا ہو گا۔ اسی لئے تو آریہ راجہ کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہے۔

سب سے بڑی صفت یہ ہونی چاہیئے کہ بادشاہ فتح حاصل کرنیوالا اور دشمنوں کو ہلاک کرنیوالا ہو۔ اسکا ذکر وید کے اتنے منتروں میں ہے کہ میں ان سب کو یہاں لکھنا فضول سمجھتا ہوں یہ صرف اسلیئے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو آریہ نہ ہوں۔ اپنے ملک سے مار مار نکال دیں۔ میں ذیل میں کچھ حوالے اس صفت کے متعلق لکھتا ہوں۔

اے وِدوان چونکہ آپ .... دشمنوں کے مارنیوالے ہیں .... چونکہ آپ اپنے مخالف کومارنیوالے ہیں۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۵ میں زبردست فوج والیکو جلد استت کرتا ہوں .... دشمنوں پر فتح پانے کے قابل ہوتا ہے۔ یجروید۔

بقیہ حوالے اس مضمون کے آگے آئیں گے۔ اور بعض صفات بھی آگے آئیں گے ۔ جہاں راجہ کے کام آئیں گے۔ اسجگہ میں مختصر طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن چیزوں سے راجہ کو روکا گیا ہے۔ ان میں سے شکار کھیلنا بھی ہے۔ جیساکہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۸۳ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے مگر ہمیں حیرانی ہوتی ہے۔ جب ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں۔ کہ دشمنوں کا شکار اسکے لئے جائز ہے جیساکہ یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۲۸ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے" جیسے آپ دشٹوں کے شکار کرتا ہیں" ان دوباتوںکا تطابق سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید مطلب یہ ہو۔ کہ گائے کو نہیں مارنا چاہیئے۔ انسان کو بیشک ماردو۔ کیونکہ آریہ صاحبان کے نزدیک ایک آدمی کی جان سے ایک گائے کی جان بہت عزیز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ جو انسان ان مفید (گائے وغیرہ) پشوؤں کو مارے انکو راجا وغیرہ حاکم بے اندازہ سزادیں یجروید ۱۳ : ۴۹ کا مطلب۔

ایک اور بات جو اسجگہ ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ ادھرمی کا کام ہے چنانچہ لکھا ہے۔ پرجا راجہ کبھی ادھرمی کا کام نہ کریں (دیکھو یجروید ادھیائے ۸ منتر ۳۲) اگر کبھی پرجا میں سے کسی سے کوئی ادھرمی کا کام سرزد ہو جائے۔ توکیا ہونا چاہیئے۔ صاف بات ہے۔ راجہ انکو شکار کرے۔

اس منتر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان اور عیسائی جو آریوں کے نزدیک

ادھرم کا کام کرنیوالے کے لقب سے ہی پکارے جائینگے۔ اسحالت میں انکے ساتھ نرمی سے یہ سلوک ہوسکتا ہے کہ ملک بدر کئے جاویں لیکن اگر تمام دنیا پر آریوں کی حکومت ہوجائے جیسا کہ انکی کتابوں سے خواہش پائی جاتی ہے تو سب جلا کر بھسم کئے جائیں گے یا راجہ کا شکار ہونگے؛

راجہ کے کام

(۱) راجاؤں کے پاس ویدونکا لازوال خزانہ ہے۔ اس کی اشاعت کے لئے ایسے برہمنوں کی راجہ اور سبھا سب عزت کرے۔ جو کامل برہمچرج سے وید وغیرہ شاستر پڑھکر گور وکل سے واپس آویں۔ نیز انکی بھی جن سے ان عالموں نے تعلیم پائی ہو (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۹) اگر کوئی راجہ ایسا نہ کرے۔ تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ کوئی مہاشہ اسکا جواب عنایت فرمائے۔

(۲) علم کو پھیلانا۔ اس سے بھی غالباً وہی مراد معلوم ہوتی ہے۔ کہ ویدوں کا پھیلانا۔ کیونکہ بقول آریہ صاحبان وید علوم کا خزانہ ہے۔ دیکھو یجروید ادھیائے ۵ منتر ۵۰ "لیکن اے آرام کے دینے والے نیکوں کے راستہ میں جلانیوالے راجہ چونکہ تو میر مجلس اور علم کے پھیلانے میں مستعد ہے"

(۳) وید کو دل میں رکھکر راج اور رعایا کو ترقی دینا"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ راجہ اس رعایا کو ترقی دے جو وید کی فرمانبردار ہو (مترجم) آپکو میں بڑی تحقیقات سے سمجھتا ہوں۔ کہ آپ پرماتما وید کو دل میں قائم کر بڑے راج ۱۰۰۰۰ اور رعایا کو ترقی دیجیئے گا (دیکھو یجروید ادھیائے ۹ منتر ۳۰)

(۴) راجہ کا چوتھا کام:۔ دشمنوں پر فتحیابی ہے۔ اور یہی بہت بڑی صفت ہے کیونکہ اس صفت کے علاوہ وہ اپنے مخالفین کو شکار نہیں کرسکتے۔ اس کے متعلق کچھ منتر ذیل میں لکھتا ہوں۔ تمام منتر درج کرنا باعث طوالت ہوگا؞

"جیسا کہ آپ دشمنوں پر فتح کے خواہشمندوں میں سب سے بڑے پر گرمی ہیں" (یجروید ادھیائے ۸ منتر ۳۹) "کہ آپ دشمنوں پر فتح پا کے فکر ہو جئے" (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۲۱) "اے سبھا اور سبھا کے سوامی جو منش ہم دھرماتماؤں سے مخالفت کرے اور جو ہمارے ساتھ دشٹتا کرے۔ اور ہماری ہجو کرے۔ اور جو ہم کو دلہبہ دکھلاوے اور جو ہمارے ساتھ چہل کرے۔ ان سب کو آپ جلا کر بھسم کر دیں۔" (یجروید ادھیائے ۱۱ منتر ۸۰) غالباً ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ آریوں کے مخالف مذہب والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ اگر اب بھی سمجھ نہیں آیا۔ تو منتر مذکورہ کو ایک دفعہ پھر غور سے پڑھجائیں۔ ایسا کرنے سے نتیجہ صاف نکل آیگا۔ کہ وہ جلا کر بھسم کر دیئے جائینگے۔

اور سنیئے۔

"چونکہ آپ پکڑنیوالے ہیں۔ ہاتھی نشین بہت مخبر والے راجہ کی طرح نہایت دکھ والی پھانسی سے دشمنوں کو مار جلا مقابلہ سے دھمکا لے" (یجروید ۱۳ : ۱۹)

"اے سخت سزا دینے والے راج پُرش دہرم بر ودھی دشمنوں کو ہمیشہ جلائیے"

"اے زبردست تیجوان ہمارے دشمنوں کے ابھارنیوالے کو نیچ حالت میں کر خشک ایندھن کی طرح جلائیے" (یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲)

اور "اے اعلےٰ خیال ہمکو بہت زیادہ فتح کی ترکیبیں بتلا۔ تاکہ ہم لوگ ہمیشہ آپ کے مددگار رہیں" (یجروید ادھیائے ۱۵ منتر ۷) اس ادھیائے کا پہلا منتر بھی اسی قسم کا ہے۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ آریہ صاحبان کسی راجہ یا بادشاہ کی اسوقت مدد کر سکتے ہیں جبکہ وہ انکو اپنے دشمنوں پر فتحیابی کی اعلیٰ اعلیٰ ترکیبیں بتائیں اور خود آریوں کے دشمنوں کو مارے۔ پھانسی دے۔ جلا کر بھسم کر دے۔

اعلیٰ افسر کیسے ہوں

میرے خیال میں راجہ صاحب کے صفات بہت

ذکر ہو چکے ہیں۔ اب اعلیٰ افسرین کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کیسے ہونے چاہئیں سو عرض ہے۔ کہ

اعلیٰ افسر فوجی اعلیٰ حاکم شاہی اعلےٰ منصف راجا۔ یہ چاروں سب علوم سے (ویدک علوم سے) ماہر ہونے چاہئیں۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱)

اعلیٰ افسروں کے متعلق یہ شرط آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ ویدک علوم سے واقف ہوں۔ اب ان سے ادنیٰ ملازمین کی شرط بھی سنیئے۔ ان کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ ویدوں کے علاوہ سب شاستروں میں بھی ماہر ہوں۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۶)

اگرچہ اب آریہ راج کی تمام کنسٹیچوشن کا ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسلحہ جنگ بھی ایسے ہونے چاہئیں۔ جو دشمنوں کے جیتنے کے قابل ہوں اور فوج بھی ایسی ہونی چاہیئے۔ جو قابل تعریف ہو۔ اور جس سے راجا ہمیشہ فتحیاب رہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷۷)

پنڈت صاحب نے اسی سلسلہ میں جنگ کی ترکیبیں بھی بتائی ہیں جس میں سے میں اسوقت صرف ایک کو خاص طور پر ذکر کرتا ہوں جس سے پنڈت صاحب کی عقل و دانش پر روشنی پڑتی ہے۔ "اگر سامنے توپ یا بندوق چل رہی ہو۔ تو سانپ کی طرح لیٹے لیٹے چلے جائیں۔ جب توپوں کے پاس پہنچیں تو ان کو مار یا پکڑ کر توپوں کا منہ دشمن کی طرف پھیر کر انہیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمنوں کو مارے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۴) یہ ترکیب تو بہت عمدہ ہیں مگر اسکے لئے ضروری ہے کہ دوپہر کا وقت ہو اور اگر صبح یا شام یا رات ہو تو سورج کی خدمت میں تمام آریہ صاحبان ملکر عرض کریں۔ کہ اے خدا کے اوتار۔ دیکھ آریہ ورت تباہ ہوتا ہے تو اپنی روشنی تیز کر اور پھر جب سورج تیز ہو جاوے۔ تو

موم لیکر دشمن کی فوج کے ہر ایک سپاہی کے سر پر تھوڑی رکھدینی چاہیئے۔ تاکہ وہ اندھے ہو جائیں کیونکہ انکے دیکھنے کی صورت میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ؛

نتیجہ اب ہم ناظرین کو آریونکی سلطنت کے متعلق بہت کچھ بتا چکے ہیں۔ جس سے یہ بات بالکل صاف ہوگئی ہے۔ کہ اگر وید سچا ہے اور آریہ چاہتے ہیں کہ اسکو سچا ثابت کریں تو ضروری ہے کہ ویدک سلطنت قائم کریں۔ والاّ وید کی سلطنت کے متعلق جو احکام ہیں وہ سب فضول جائیں گے ؛

اس مضمون سے دوسری بات جو نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ وید کے بعض احکام وقتی بھی ہوتے ہیں جس سے یہ شک پڑتا ہے کہ کہیں سارا وید وقتی تو نہیں تھا یہ بات بھی صاف ہوگئی ہے۔ کہ اگر بفرض محال یہ تسلیم کیا جاوے کہ کبھی آریوں کی سلطنت ہو جائیگی تو مسلمانوں عیسائیوں بدھوں وغیرہ کا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ وہ سلطنت تو اسی غرض سے ہوگی۔ کہ ان لوگوں کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جاوے۔ چنانچہ رگوید بھاشہ مطبوعہ سمت ۱۹۲۵ بکرمی صفحہ ۷ پر رگوید کے پہلے اسٹک کے پہلے ادھیائے کے ساتویں ورگ کے پانچویں منتر کے پچھلے حصہ (ارتھ) کی یہ عبارت میرے بیان کی تصدیق کرتی ہے۔ جو ناستک نندک واؤ ہورت منش ہیں وے سب ہم لوگونکے نواس استھان سے دور چلے جاویں کنتو نشچے کر کے ادھ ولیشوں سے بھی دور ہو جاویں ارتھات ادھرمی پرش کسی ولیش میں نہ رہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ویدوں کے مخالف نہ صرف ویدک دھرمیوں کے دیش سے ملک بدر کئے جائیں۔ بلکہ صفحہ دنیا پر بھی نہ رہنے پائیں

آہ! اسی تعلیم کو دیانندی عالمگیر تعلیم بتا رہے ہیں۔ کیا ویدوں کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پھر مخالف لوگ کہاں رہیں ؛

ناظرین غور فرمائیں۔ کہ کیا دیانندمت تلوار کے زور سے وید کی اتباع کراتا ہے۔ یا اسلام۔ اسلام کھلے طور پر فرماتا ہے لا اکراہ فی الدّین ؕ اور وید کھلے طور پر لکھتا ہے۔ کہ جو ہمیں تسلیم نہ کرے۔ اسے صفحہ ہستی سے دور کر دو۔ کیا اس تعلیم میں جبر نہیں ہے۔ کیا ویدک دہرم اپنے راج کے زور پر اپنے آپ کو تسلیم نہیں کرواتا؟

ناظرین! ایسی ظالمانہ تعلیم یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ذرا اور بھی سنیئے کہ پنڈت دیانندجی مہاراج انیسویں صدی کے مُصلح اپنی کتاب آریہ سبھے ونی کے چھٹے ایڈیشن مطبوعہ بکرمی کے صفحہ ۵۰ پر رگوید اشٹک اوّل ادہیائے ۴ ورگ ۱۰ منتر ۸ کا بیان یوں درج فرماتے ہیں۔

" اور جو ناستک ڈاکو چور بشواس گھاتی مورکھ وشے لمپٹ۔ ہنسا آدی دوشٹ یکت اُتم کرموں میں وگھن ڈالنے والے سوارتھی سوارتھ سادھن میں تت پر وید ودیا درودہی انا ریہ منش وسرب اپکارک یگیہ میں بگھن ڈالنے والے ہیں۔ ان سب ڈشٹوں کو مول ہت نشٹ کر دیجئے "

اس عبارت میں پنڈت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ مورکھ یعنی اَن پڑھ ہیں خود غرض ہیں۔ گوشت خور یا شکاری ہیں۔ اچھے کاموں میں روک ڈالنے والے ہیں۔ ویدک علوم کے مخالف ہیں اور ویدونکا ایمان یا ان کی نندیا کرنیوالے ہیں اور اسلیئے وہ بے دین ہیں۔ انہیں نہ صرف خود نشٹ ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ ان کی جڑوں تک غارت ہونے چاہئیں۔

کیوں آریہ ورت کے رہنے والے سناتن دہرمیو۔ برہمو بدھ کے مقلّدو پارسیو عیسائیو مسلمانو! تم نے سن لیا ہے کہ تمہارے حق میں ویدک ایشور کیا فرماتے ہیں۔

یہ امر دریافت طلب ہے کہ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں۔ راجا کو بھی تو ڈنٹدو نکا تسکار کرنا چاہیئے تو کیا راجہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہونا چاہیئے۔ اور آریہ (جنکی خودغرضی پر ان منترونکا دارومدار ہے) کیساتھ بھی یہی سلوک ہونا چاہیئے اس طریق سے کوئی بچہ زمین پر نہیں بچ سکتا!

کیوں آریہ صاحبان اسی تعلیم پر آئے دن مسلمانوں پر حملے کرتے ہو۔ کہ اسلام بغاوت سکھاتا ہے۔ اسلام میں جہاد کی سپرٹ ہے۔ کچھ گھر کا حال معلوم ہوا کہ نہیں اگر نہیں تو اور سنیئے!

آپ قرآن شریف کی آیت وقاتلوا هم حيث ثقفتموهم پر تو فوراً اعتراض کر لیتے ہو۔ اور اس اعتراض کے وقت آگا پیچھا سب بھول جاتے ہو۔ تمہیں یاد نہیں رہتا۔ کہ قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ لا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين (زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالیکو پسند نہیں کرتا) فلا عدوان الا على الظالمين (پس نہیں ہے زیادتی مگر ظالمین پر) وان احد من المشركين استجارك فاجره (اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو تو اسکو پناہ دیدے) مگر کیا تمہیں یہ یاد نہیں رہتا۔ کہ اُسکے مقابلہ پر تمہاری مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش کے دوسرے اڈیشن کے صفحہ ۲۸۴ پر پنڈت صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں۔ اگر یاد نہیں رہا۔ تو اب سُن لو۔ "دُشٹ پرش کے مارنے میں سنتھا کو پاپ نہیں ہونا چاہیئے۔ پرسدھ مارے چاہے اپرسدھ مارے کیونکہ کرودھی کو کرودھ مارنا جانو کہ کرودھ کی کرودھ سے لڑائی ہے۔" یعنے دُشٹ آدمیوں کے مارنیمیں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔ خواہ کھلم کھلا قتل کرے۔ خواہ چھپ چھپا کر کرے"

کیوں آریہ صاحبان! یہ تعلیم خوفناک ہے کہ نہیں۔ ہمارے خیال میں اس سے

بڑھکر کوئی تعلیم اور کیا سفاک ہو سکتی ہے۔ کیا مخالفونکو کھلم کھلا بیدھڑک قتل کرنا ظلم نہیں ہے۔ آہ! اگر یہ ظلم نہیں۔ تو اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔

خاتمہ میں آریہ صاحبان کی دھرمی پستکوں سے اور بھی بہت کچھ نکالکر ناظرین کو دکھانا چاہتا تھا۔ مگر اب اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر ضرورت پڑی۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ پھر سہی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہم نے ابتدا نہیں کی۔ بلکہ ابتدا آریہ صاحبان کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہم نے مجبوراً اس مضمون کو ناظرین کے پیش کیا ہے۔

نوٹ:۔ دیانندی صاحبان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جو مہربان اس مضمون کا جواب دے وہ اس جواب کی ایک کاپی دفتر تشحیذ الاذہان میں بھی ضرور بھیجدیں ۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

رسیدات زر

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء

	میاں عبد الہادی صاحب بنوں	[illegible]
۱۱۵۸	" لطف الرحمٰن صاحب نابھہ	[illegible]
۸۴۷	" حافظ غلام نبی صاحب کلکتہ	۵
۵۴۵	بابو گل حسن صاحب	[illegible]
۹۴۷	" سلطان محمد صاحب	[illegible]
۱۲۲	منشی گلاب دین صاحب [illegible]	۲۰

اسلام و آریہ سماج

مسلمان اور آرین لوگوں کے تعلقات سے ناظرین خوب واقف ہیں۔ جتنے مضمون اسلام کی طرف سے ہوتے ہیں وہ آریوں کے اعتراض کے جواب میں ہوتے ہیں۔ اور آرین لوگ ہمیشہ پہل کرتے ہیں۔ یہ طریق عمل خود بتا رہا ہے۔ کہ کس فریق کی غلطی ہے۔

آریوں کی طرف سے ہمیشہ سخت سے سخت لہجہ میں اعتراض ہوتے رہے۔ اور انکو مسلمانوں کی طرف سے تہذیب سے جواب دیئے گئے۔ اب چند ایک پرچے آریوں کو کسی قدر انکے لہجے میں جواب دینے کے لئے مسلمانوں نے جاری کئے ہیں۔ یہ پرچے خواہ کتنا بھی زور لگائیں۔ آرین لٹریچر سے کبھی سبقت حاصل نہیں کر سکتے۔ جس شخص نے گندہ اور فحش لٹریچر دیکھنا ہو۔ وہ آریہ مسافر آگرہ کے کسی ایک پرچہ کو دیکھ لے۔ پھر اسی پر کیا ہے راجپوت گزٹ اندر وغیرہ بہت سے پرچے اسکے بھائی ہیں۔ کاش نے اپنے ۱۰ جون ۱۹۱۰ء کے پرچہ میں معزز ہمعصر الحق دہلی کے اعتراض متعلق کتاب ذوالفقار حیدری بجواب نعرہ حیدری پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر اسکا جواب دیا جائیگا۔ تو مسلمانوں کو برا معلوم ہوگا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ نے مسافر آگرہ کے ایڈیٹر کو کیوں نہ منع کیا۔ کہ وہ نعرہ حیدری شائع نہ کریں۔ اب اسکا جواب نکلتا ہے قبل از وقت چیخنے

کے کیا معنے ہیں۔ آپ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے اسلام کے برخلاف کتابیں نکلتی رہیں۔ اور کوئی آگے سے انکا جواب نہ دے اگر آپ کسی جواب کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کیوں اسلام پر اعتراض کرنیسے آریوں کو بند نہیں کرتے۔ تاکہ کسی مسلمان کو آریوں کے خلاف لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

اسی طرح آریہ مسافر آگرہ جالندھر کے اپریل ۱۹۱۰ء کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان "آریہ سماج و اسلام" آرین تعصّب کی نظر سے لکھا گیا ہے۔ جس پر غور کرنا اسوقت ہمارا مقصد ہے۔ یہ مضمون پریم نرائن شاکر کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔

چنانچہ شاکر صاحب شروع ہی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "محمدی لوگ اکثر معترض ہوا کرتے ہیں۔ کہ آریہ سماج بوجہ تعصّب دشمن اہل اسلام ہے اوّل تو معترضین کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ الفاظ محمدی۔ عیسائی۔ بودھسٹ سے صاف طور پر تعصّب کی بو آتی ہے"۔ یہ عجیب فقرہ ہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں کو ملامت کیگئی ہے۔ کہ وہ آریہ سماج کو متعصّب کیوں لکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کو صرف اس غرض کیلئے کہ اُنپر اعتراض کیا جاوے۔ محمدی کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اگر یہ تعصّب نہیں تو پھر تعصّب اور کیا ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف میں ہمارا نام مسلمان رکھا گیا ہے۔ کسی شخص کو یہ اختیار نہیں۔ کہ مسلمان کہنے کی بجائے محمدی کہے تو پھر اس حال میں شاکر صاحب کا صرف اعتراض کے لیئے محمدی کہنا کونسا بھلامانس کہہ سکتا ہے۔ کہ تعصّب نہیں۔ پنڈت صاحب ذرا تعصّب کی تشریح فرمائیں۔ کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ واہ! شاکر صاحب آپ نے اپنے آپ سے تعصّب کے الزام کو خوب دور کیا۔ اسکے بعد شاکر صاحب فرماتے ہیں۔

"کیونکہ ان الفاظ سے ہی ظاہر ہے۔ کہ مذاہب مذکورہ بالا کے متعلّقین کو اپنے پیشوا سے ایک نسبت و تعلق خاص ہے۔ اور اسی وجہ سے ان مذاہب کو منجانب اللہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں تعلیم نہیں پائی جاتی۔ بلکہ تخصیص ثابت ہے"

ناظرین آپنے دیکھا ہوگا۔ کہ یہ کیسا بیہودہ اور لغو اعتراض ہے۔ کیونکہ غلط بنا پر تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی بنا کہ مسلمان محمّدی کہلاتے ہیں۔ سمّت غلط ہے اسلئیے اسپر جسقدر عمارت بنائی جائے اور اس عبارت سے جتنے نتیجے نکالے جائیں۔ وہ سب غلط ہونگے۔ لہذا اسکے متعلق ہم کچھ اور کہنا نہیں چاہتے۔ سوائے اسکے کہ قرآن کریم ہمارا نام مُسلمان رکھتا ہے۔ اسلام کے مطیع مسلمان کہلاتے ہیں۔ نہ کہ محمّدی جب کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمان کے معنے جیسا کہ بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسنٌ سے ظاہر ہوتا ہے۔ فرمانبرداری کرنیوالے کے ہیں۔ اس لیئے جو کوئی اسلام کی فرمانبرداری کریگا۔ وہی مسلمان کہلائیگا۔ رسول کریم صلعم کے نام کیساتھ کوئی خصوصیّت نہیں ہے۔ ہاں نبی کریم کی اطاعت ضروری ہے

باقی رہی یہ بات کہ آریہ نام میں تعمیم پائی جاتی ہے۔ سو اسکے متعلق عرض ہے۔ کہ تعمیم تو دیانند مت میں بھی نہیں رہی۔ آجکل کے زمانہ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند کی پیروی کرنیوالیکو آریہ یا دیانندی کہتے ہیں۔ اگر اس تعریف میں وسعت کو مدنظر رکھا جاوے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وید کے پیرووں میں سے ایک حصّہ ہے جس کو آریہ کہتے ہیں۔ الغرض اگر خصوصیّت ہے۔ تو تمام مذاہب میں ہے۔ اگر تعمیم نہیں ہے تو تمام مذاہب میں نہیں ہے۔ یہ کیا کہ آریہ مت میں عمومیّت پائی جاتی ہے۔ اور باقی سب میں خصوصیّت۔ اگر دوسرے مذاہب کو پیشواسے خاص تعلق ہے تو کیا آریہ مت کو دیانندجی مہاراج سے خاص تعلّق نہیں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں" برخلاف لفظ آریہ کے جس سے کسی پیشوا کسی نبی

کسی اوتار کا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ واہ صاحب واہ لفظ آریہ زبان پر آتے ہی ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ اس کے بانی سوامی دیانند جی ہیں اگر کہا جائے کہ جب سے وید اترے ہیں۔ تب سے ہی آریہ مذہب شروع ہے تو ہم کہتے ہیں کہ کیا وہی آریہ دھرم جس کی بدولت بت پوجے گئے۔ اور ۳۳ تینتیس کروڑ دیوتا کی پرستش کی گئی۔ آپ لوگوں کا مذہب ہے۔ تو یقیناً آریہ لوگ اسکا انکار کرینگے۔ اگر آریوں کی پرانی کتب کے کچھ حصے نقل کئے جائیں اور دیانندی صاحبان سے دریافت کیا جائے۔ کہ کیا آریوں کے قصے جات یہی ہیں۔ تو شاید دیانندی صاحبان کو اس کے سوا کچھ نہ سمجھ میں آئیگا۔ کہ ان کتابوں سے انکار کر دیں۔ بہر حال ہم اسوقت ان کتابوں کو نقل نہیں کرتے اگر آریہ صاحبان کو انہی پر فخر ہے۔ تو فبہا۔ مگر یہ بتلادیں کہ کیا انکے سابقین کا جنکا مختلف پرانی کتابوں میں ذکر ہے اور موجودہ دیانندی صاحبان کا ایک ہی مذہب ہے تو پھر ان میں اور ان میں اسقدر فرق کیوں ہے۔ غرضیکہ آریہ صاحبان کا پنڈت دیانند صاحب سے جو ان کے پیشوا ہیں۔ خاص تعلق ہے اور اسی لیئے وہ بعض اوقات دیانندی کہلاتے ہیں اسلیے یہ مت بھی اسبارہ میں خصوصیت نہیں رکھتا۔ اگر خصوصیت ہے تو صرف اسلام کو جس نے اپنے پیرووں کو مسلمان کیا ہے۔ اگر کوئی مخالف محمدی کہکر اعتراض کرے۔ تو اور بات ہے؛

پھر شاکر صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ "برخلاف مسلمانوں کے ہم ان کی نسبت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتے" پنڈت صاحب کا یہ فقرہ سمجھ میں نہیں آیا۔ کاش وہ غور کرتے۔ کہ جب کہ مسلمان مانتے ہیں کہ دعا کیساتھ ناممکن معاملات میں انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اور کوئی بات نہیں جو دعا سے حل نہیں ہو سکتی تو اگر وہ اپنے اس اعتقاد کے مطابق اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے خیر

سے یاد کریں۔ تو کونسا حرج ہے۔ ہم تو اس شخص کو بڑا نمکحرام سمجھتے ہیں۔ جو اپنے بزرگوں کو خصوصاً رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان کو دعاء سے یاد نہ کرے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اور اُسکی رضائے ماتحت مخلوق کی ہمدردی کے لئے ایسے ایسے تکالیف اٹھائے۔ کہ جن کے ذکر سے قلم لرزاں ہے۔ آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے آپ پر سجدہ کی حالت میں اوجھڑی پھینکی گئی۔ آپ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ کے قتل کی سازش کیگئی۔ بلکہ آپکے قتل کے لیئے انعام مقرر کئے گئے۔ غرض کہ ہر طرح ہر طرح شیطان کے بندوں نے آپکو ستایا۔ اور آپکو مشکلات میں ڈالا۔ صرف اس لیئے کہ وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ ایسے شخص کو جس نے ہمارے لیئے ہر قسم کے دُکھ اٹھائے۔ اگر ہم صرف زبان سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہیں تو ہم بڑے احسان فراموش ہونگے۔ غرض یہ ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ رسول کریمؐ (فداہٗ روحی و جسمی) کا جب ہم نام لیں۔ تو اسکے ساتھ کم از کم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو ضرور ہی کہا کریں۔

نہ معلوم شاکر صاحب نے اسپر کیوں اعتراض کیا ہے کیا یہ کوئی شرک ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جتنے بزرگوں نے ہم پر احسان کئے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم کم از کم انکے نام دعا کیساتھ یاد کریں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو ہی ایسا لکھتے ہیں ہم تو ہر ایک شخص کو بھی کہتے ہیں جو سچے طور پر آپکا متبع ہو جب یہ دعا عام ہے۔ تو پھر اسپر اعتراض کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ باقی رہی یہ بات کہ آریہ صاحبان ایسا کیوں نہیں کرتے۔ سو میں کہونگا کہ آریہ صاحبان . . . . کی یہ سخت غلطی ہے۔ بلکہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے۔ کہ آریہ صاحبان دوسرے مذاہب کے بزرگوں

کے علاوہ اپنے بزرگوں کو بھی بُرا کہنے سے نہیں رُک سکتے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بزرگوں کو دعا کیساتھ یاد نہ کرنے کا ایسا بُرا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ تو ہم کیوں آریہ مت کے اعتراض سے ڈر کر اپنے پیارے آقا و مطاع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سے یاد نہ کریں؛

پھر شانکر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم میں کسی انسان کا تعلق نہیں وہاں تو صرف پرماتما کی سلطنت ہے جسکا نہ کوئی شریک ہے۔ نہ مصاحب نہ پیغمبر۔ نہ اوتار" اسکے متعلق میں شانکر صاحب سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ آدت انگر۔ وایو وغیرہ کون تھے۔ وید کس طرح اُترے۔ آیا لکھے لکھائے کہیں سے ملے تھے یا کسی انسان کے ذریعہ آپکو وید پہنچے ہیں۔ اسکا جواب غالباً آپ یہی دینگے۔ کہ آدت انگر وایو وغیرہ انسانوں کے ذریعہ سے ملے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اس مختصر سے مضمون میں تسلیم کیا ہے۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے چاروں رشیوں پر وید نازل کئے تو میں پوچھتا ہوں۔ وہ رشی کیا تھے۔ آخر آپ کو یہی کہنا پڑیگا۔ کہ وید جو خدا تعالےٰ کا پیغام ہے مخلوق تک پہونچانیکا ذریعہ ہیں۔ پس اسی کو فارسی والے پیغامبر یا پیغمبر کہدینگے۔ آپ کس طرح دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم میں کوئی پیغمبر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور ایسی حالت میں آپ کا یہ فقرہ کیا صریح جھوٹ نہیں ہے؟

پھر اور سنیئے۔ اور گوش ہوش سے سنیئے۔ ہندوستان میں جتنے دیوتا تسلیم کیئے گئے ہیں۔ کیا دنیا کے کسی اور حصہ میں بھی (اسی قدر ۳۳ کروڑ) دیوتا کی پوجا کی گئی ہے۔ اسکا جواب صاف ہے۔ کہ آریہ ورت اس امر میں یعنے دیوتا کی کثرت ہونمیں تمام ممالک سے بڑھا ہوا ہے۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ جب کہ ہندوستان میں ویدک دھرم تھا۔ تو اس نے بتوں کی پوجا سے کیوں

نہ روکا۔ آپ اس بات کو کسی طرح ٹال نہیں سکتے۔ کیونکہ نمونہ موجود ہے اگر آپ کو معلوم نہیں۔ تو سناتن دھرمیوں سے پوچھ لیجئے کہ آیا دیوتا کی پرستش صحیح ہے یا نہیں۔ ساتھ ہی ان سے یہ بھی دریافت کر لیں۔ کہ دیوتا کی پوجا میں آپ وید کو ہی پیش کرتے ہیں۔ یا کچھ اَور۔ پس جبکہ نمونہ موجود ہے۔ اور سابقہ ہندوؤں کا عمل بتا رہا ہے۔ کہ ویدک مت دیوتا کی پوجا کی تعلیم دیتا ہے۔ تو آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اسلیئے اب آپکو یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ویدک دھرم میں پیغمبر بھی مانے جاتے ہیں تو پھر آپ ایسا کہنے کی کسطرح جرأت کر سکتے ہیں۔ کیوں شاکر صاحب! آپکو معلوم ہو گیا۔ کہ ویدک مت صرف ایشور کی بھگتی کی تعلیم دیتا ہی یا کچھ اور بھی۔ "پھر شاکر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کو نہ مسلمانوں سے عداوت ہی نہ ہندوؤں و عیسائیوں وغیرہ سے خصومت۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ ان مذاہب باطلہ کا ضرور مخالف ہے۔ کیونکہ یہ سب جھوٹے ہیں۔"

اس بات پر کچھ لکھنے کی اتنی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ وہ اسلام کا دشمن ہے۔ کیونکہ میں اپنے ایک اس سے پہلے آرٹیکل میں بتا آیا ہوں۔ کہ اگر آریہ کے ہاتھ میں حکومت آجاوے تو ہمارے ساتھ کیا سلوک بروے وید کرینگے اسکے علاوہ مذہبی دنیا جانتی ہے کہ آریہ سماج کو مسلمانوں سے کتنی دشمنی ہی میں ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر آپکو اسلام سے دشمنی نہیں تو آپ نے صرف اسلام کی مخالفت کیلیئے (جیسا کہ آریہ مسافر کے نام سے معلوم ہوتا ہے) اپنا پرچہ کیوں جاری کیا۔ پھر مسافر آگرہ جیسا گندہ پرچہ کیوں جاری ہوا۔ باقی رہا یہ کہ آریہ مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں سو یہ صاف بات ہے۔ اسکے لیئے میرے خیال میں دسمبر ۱۹۰۷ء کا واقعہ کافی ہے جبکہ آریہ سماج لاہور نے بار بار مسلمانوں کو مدعو کر کے گالیاں ہی

نہیں دیں۔ بلکہ ان گا ہوں کی قیمت بھی چارج کی؛

پھر دیکھو پنڈت لیکھرام کے قتل پر آریوں نے مسلمانوں کیساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ غرض اسبات کو دنیا خوب جانتی ہے کہ آریوں کو اسلام سے ایک خاص دشمنی ہے کیونکہ آریہ سماج جانتی ہے کہ ہمیں ترقی سے روکنے والا صرف اسلام ہی ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ آریوں کی طرف سے جتنی کتابیں اور جتنے اخبار شایع ہوتے ہیں ان سب کو دیکھا جاوے تو اسلام کی مخالفت میں کثرت سے مضمون ہونگے بہ نسبت اسکے کہ کسی اور مذہب کی مخالفت میں ہوں۔ یہ دعوے صحیح نہیں کہ سب مذاہب جھوٹے ہیں۔ صرف آریہ سماج ہی سچا ہے۔ اگرچہ اس دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ مگر تاہم کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مترجمہ رادھاکشن مطبوعہ لاہور سمت ۱۹۵۴ بکرمی کے صفحہ ۶۹۰ میں آیت کریمہ اهدنا الصراط المستقیم پر اعتراض کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ ”سیدھا راستہ کیا مسلمانوں کا ہی ہے اوروں کا نہیں .... اگر اچھی باتیں سب مذاہب میں مشترکہ ہیں تو پھر مسلمانوں میں کچھ خصوصیت نہ رہی اور اچھی باتیں نہیں مانتے تو ثابت ہوا۔ کہ وہ متعصب ہیں“ پھر صفحہ ۶۹۲ پر فرماتے ہیں کہ جس کتاب میں متعصبانہ باتیں پائی جائیں۔ وہ کلام اللہ نہیں ہو سکتی“ پھر صفحہ ۶۹۲ پر فرماتے ہیں۔ کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا ریاکاری نہیں“ پھر صفحہ ۶۹۵ پر فرماتے ہیں ”نیکوں کاروں پر خواہ وہ کسی مذہب میں ہوں۔ رحم کریگا“

اب میں ان تمام حوالوں کے بعد آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آریوں کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے اگر اور مذاہب میں بھی عمدہ باتیں ہیں تو پھر آپ ان مذاہب کو مذاہب باطلہ کیوں کہتے ہیں اور جب اور مذاہب میں بھی خوبیاں ہیں تو

انکو جڑھ سے اکھاڑنا گویا خوبیوں کو نیست نابود کرنا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آریہ سماج نیکیوں کو جڑھ سے اکھاڑنے کے لئے آیا ہے پھر دیکھو دوسرے مذاہب میں بھی رہ کر نجات مل سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ نیک ہوں۔ تو ویدک مت کی پیروی کی کیا ضرورت ہے اور اگر آپ کہیں کہ دوسرے مذاہب میں اچھی باتیں نہیں۔ تو یقیناً بموجب فیصلہ پنڈت دیانند صاحب آپ متعصب ہیں اور جو مذہب آپکو ایسا تعصب سکھلائے وہ منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ ویدنے آپ کو تعصب سکھلایا ہے۔ اسلئے بقول پنڈت دیانند صاحب وید منجانب اللہ نہیں" اور اگر تم کہو کہ وید منجانب اللہ ہے تو اس میں یہ کہیں دعویٰ نہیں ہے۔ . . . . جو کتاب خود دعوے نہیں کرتی تمہارا کیا حق ہے کہ تم اسکو منجانب اللہ کہو اور اگر کہو کہ اسنے دعوے کیا ہے۔ کہ میں ایشور کی طرف سے نازل ہوئی ہوں تو ایشور نے اپنے منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کی اور یہ بقول پنڈت دیانند صاحب ریاکاری ہوگی۔ و نعوذ باللہ من ہذا الخرافات

یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے پنڈت دیانند صاحب کے مندرجہ بالا حوالوں سے لیا ہے جس سے ناظرین اس نتیجہ پر ضرور پہنچگئے ہونگے۔ کہ ویدک مذہب بقول پنڈت جی جھوٹا مذہب ہے۔ جب وہ خود جھوٹا مذہب ہے۔ تو پھر دوسروں سے مباحثہ وغیرہ کرنیسے کیا فائدہ ہوگا۔

اس کے بعد شاکر صاحب فرماتے ہیں۔ "برخلاف اس کے اسلام کو آریہ سماج سے سخت عداوت ہے" یہ ایک ایسا فقرہ ہے۔ جس کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے۔ . . . . اس کے ثابت کرنیکے لئے شاکر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ (۱) لیکھرام کا قاتل مسلمان تھا۔ (۲) پنڈت دیانند

کے زہر دینے میں ایک مسلمان کی شمولیت تھی (۳) مسلمانوں نے آریوں کی تذلیل اور خرابی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔"

لیکھرام کے قتل کے متعلق یہ کہنا کہ مسلمان نے قتل کیا تھا جھوٹ ہے۔ اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ اور نہ آریہ سماج کبھی اسبات کو پایۂ ثبوت پہونچا سکتی ہے۔ ہاں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مرشدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کی پیشگوئی سے ہلاک ہوا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

الا اے دشمن نادان بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ؟

لیکن اسکے مقابلہ میں خود لیکھرام کی بھی پیشگوئی تھی۔ ہاں یہ فرق ضرور ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی نے سچّا ہوکر اسلام کی صداقت اور آریہ دھرم کے کذب پر مہر لگادی۔

پنڈت سوامی جی کو (بقول آریہ سماج) زہر دینے میں اگر کوئی مسلمان شریک تھا توہم دریافت کرتے ہیں کہ اصل زہر دینے والا کون تھا۔ اور زیادہ قصور کسکا تھا؟ تیسری بات بھی ثبوت طلب ہے۔ اگر کوئی ثبوت پیش کریں۔ تو اسکی طرف توجہ کیجاسکتی ہے؛

اب ہم حضرات انصاف پسند سے مستدعی ہیں۔ کہ وہ بروئے انصاف اس امر کا تصفیہ کردیں۔ کہ کون فریق برسرحق ہے۔ اور کون برسر باطل۔ آریہ جاہل کو جب اسلام کے مقابلہ میں کچھ اور نہیں سوجھتا۔ تو اپنے تعصب سے مسلمانوں پر اتہام لگانا شروع کردیتے ہیں؛

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اپیل بخدمت ممبران انجمن تشحیذ الاذہان

رسالہ تشحیذ الاذہان صرف اسلیئے جاری کیا گیا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ سے نوجوانانِ سلسلہ احمدیہ عموماً اور ممبران رسالہ ہذا خصوصاً اپنے اپنے مضامین لکھکر اس رسالہ میں شائع کرائیں۔ تاکہ آئیندہ زندگی میں وہ اس بات کے مشاق ہو جائیں۔ کہ اپنے خیالات کو اچھی طرح سے مخلوق پر ظاہر کر سکیں۔ لیکن تجربہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آجتک اسپر پورے طور سے عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ صرف چند اصحاب جو کہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور انھوں نے بہت سا فائدہ بھی ماشاءاللہ اس سے حاصل کیا ہے۔ باقی سب خاموش ہیں۔ حالانکہ ان کا بھی حق ہے۔ بلکہ فرض ہے کہ اپنے فائدے کے لیئے اور نیز مخلوق کے فائدہ کے لیئے اس رسالہ کو اپنے مضامین سے رونق دیں!

ممبر چونکہ مضامین کم بھیجتے ہیں۔ اسواسطے مجبوراً ہمارے مکرم ایڈیٹر صاحب کو خود اپنے مضامین سے رسالہ پُر کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ماہ کے پرچہ میں سوائے ایک مضمون کے سب مضامین انہیں کے تھے۔ ممکن ہے کہ بعض صاحبان اس خیال سے ہمت نہ کرتے ہوں کہ وہ اچھے مضامین نہیں لکھ سکتے۔ مگر یاد رہے کہ کوئی بڑے سے بڑا لیکچرار یا مضمون نگار پہلے ہی ایسا کمال نہیں کھتا۔ جیسا کہ بعد ازاں مشق و استقلال سے پیدا کر لیتا ہے پہلے دن جب ڈیماسٹینز اسٹیج پر لیکچر دینے کو کھڑا ہوا۔ تو سب حاضرین اسکی ناتجربہ کاری پر بہت ہنسے۔ لیکن اس نے استقلال کو ہاتھ

نہ دیا۔ اور آخر کار اتنا بڑا الیکچرار ہو گیا۔ کہ آجتک تمام یورپ اسپر ناز کرتا ہے بموجب حکم قرآن مجید لم تقولون ما لا تفعلون ڈ میں بھی چند سطور لکھ کر خاموشی کو توڑتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ دیگر ممبر بھی اس حقیر سے مضمون کو دیکھکر جرأت کرینگے؛

"دُعا اور اِسلام"

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ؕ

دعا بھی اللہ تعالیٰ کے ان بڑے بڑے احسانات میں سے ہے جن سے کہ اسنے اسلام کو دیگر مذاہب پر فضیلت دی۔ بڑے سے بڑا عقدہ اور بڑے سے بڑا کام جس کے آگے انسان کی سب تدبیریں اور کوششیں عاجز ہوں۔ اگر حل ہو سکتا ہے۔ تو اسی دعا سے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ دُعا مانگنے والا اللہ تعالےٰ کو حقیقی قادر مطلق جانے اور غیر معمولی طور پر استقلال سے کام لے اسجگہ مجھے ایک کہانی یاد آئی۔ جسکو اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح سے سننے کا بہت دفعہ اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ جب کہ ایک بزرگ بڑے تضرع سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک معاملہ کے متعلق دعا مانگ رہے تھے۔ تو اوپر سے آواز آئی۔ کہ تمہاری دُعا ہرگز قبول نہ ہوگی اتفاق سے انکے ایک شاگرد بھی وہاں موجود تھے۔ وہ اس غیبی آواز کو سن کر بہت حیران ہوئے۔ لیکن اس روز انہوں نے اس بات کا ذکر ان بزرگ صاحب سے نہ کیا۔ لیکن تین روز تک متواتر جب انھوں نے یہی آواز سُنی تو آخر کار بڑے ادب سے اپنے بزرگ

اُستاد سے عرض کیا۔ کہ جب آپکو اتنی نا اُمیدی دلائی جاتی ہے تو آپ کیوں اپنا وقت اس میں ضایع کرتے ہیں۔ اس پر وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ تم تو تین دن میں ہی مایوس ہو گئے مجھے تو یہی آواز سنتے ۲۰ سال ہو گئے۔ میں عبد ہوں اور میرا کام عبودیت ہے اور اسلئے میرا فرض ہے کہ میں ہر وقت دعاؤں میں لگا رہوں اور خدا تعالےٰ مالک ہے۔ اسیلئے قبول کرنا یا نہ کرنا اس کا کام ہے۔ سو اسکے قبول نکرنیسے میں اپنا کام کیوں چھوڑ دوں۔ اور اپنے فرض منصبی سے کیوں اعراض کروں؛

اللہ تعالےٰ کو ان کا یہ استقلال ایسا بھلا معلوم ہوا۔ کہ اگلے روز ہی ان کو الہام ہوا۔ کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی؛

مذکورہ بالا حکایت سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ جب اتنی اتنی ہی مدت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تو ایسے امور کے لیئے دعا مانگنے سے کیا فائدہ۔ جنکی میعاد بہت تھوڑی ہو۔ مثلاً ایک شخص کو پانچ منٹ کے بعد ایک امتحان دینا ہے۔ لیکن وہ اسلئے اسکے واسطے دعا نہیں کرتا۔ کہ اتنے عرصہ میں یہ کیونکر قبول ہو سکے گی۔ سو یہ خیال اسکا غلط ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اور انسان کے مابین کوئی فاصلہ تو نہیں ہے کہ جس سے دُعا کے وہاں تک پہنچنے میں کچھ دیر لگ سکے۔ وہ خود فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید، پھر فرماتا ہے۔ ان اللہ علیم بذات الصدور، پانچ منٹ تو ایک عرصہ ہوتا ہے۔ اگر ایک وقعہ جو ایک سکینڈ کے بعد ہونیوالا ہو۔ اسکے لیئے بھی اگر دعا کیجائے تو اللہ تعالیٰ اسکام کو پورا کر سکتا ہے؛

بعض لوگ شکایت کیا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے بہت دعائیں کیں لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی سو اوّل تو انکے یہ الفاظ ہی انکی طبیعت کی بے استقلالی

ثابت کر رہے ہیں۔ دوئم یہ بھی مسلّم بات ہے۔ کہ انسان بعض وقت ایسی دُعا مانگتا ہے جو کہ حقیقتاً اسکے لئے مضر ہوتی ہے جیسے کہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ۓ اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی دُعا کی قبولیت میں دوسرے کا نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً اگر آسمان پر گھنے بادل ہوں۔ اور بارش کے علامات ظاہر ہو رہی ہوں۔ تو اسوقت ایک کمہار کے دل سے جس کے کچے برتن باہر دھوپ میں سوکھنے کے لیئے رکھے ہوئے ہوں۔ یقیناً یہی دعا نکلے گی۔ کہ اے رب بارش کو تھامے رکھ۔ اور سورج کے آگے سے بادلوں کو ہٹا دے تاکہ میرے برتن سوکھ جائیں۔ لیکن ادھر ایک مالی جس کے باغ کے پھول پانی کی قلت سے مرجھائے ہوئے ہیں اور وہ کئی روز سے بارش کیلئے دعا کر رہا ہے اب ایسی حالت میں دونوں کی دُعا کا قبول ہونا ورنہ ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور دوسرے کا جسکا نقصان ہوا ہے اسکے نقصان کو کسی اور راہ سے پورا کر دے۔ بلکہ کئی درجہ اور بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔

بعض وقت اللہ تعالیٰ انسان کو آزماتا ہے۔ جیسا کہ آپ صاحبان نے پہلی حکایت میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ مگر یہ آزمائش انسان کو محض تکلیف دینے کے واسطے نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ بہت سے انعامات کرنیکے لیئے ایک بہانہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا

للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کسی وقت انسان کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ بلکہ اسکی بجائے اسکے گناہ بخشدیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو صرف اسواسطے جنّت میں بھیجیگا۔ کہ دنیا میں انکی بہت سی دعائیں اسنے قبول نہیں فرمائیں تھیں۔ حالانکہ بلحاظ اعمال کے وہ دوزخ میں جانیکے قابل ہونگے پھر اس موقعہ پر بعض لوگ تمنّا کرینگے کہ کاش ہماری ایک دعا دنیا میں نہ سنی جاتی۔ کہ اسوقت ہم کچھ فائدہ اٹھا سکتے۔ اس بات کو مدنظر رکھکر میرے خیال میں کوئی شخص بھی اپنی دعا کے قبول نہ ہونیکی شکایت دل میں نہیں لاسکتا ہے۔

غرضیکہ یہ ایک ضروری اور لابدی امر ہے کہ دردِ دل سے نکلی ہوئی دُعا کبھی ضائع نہیں جاسکتی۔ یہ ایک ایسے تیر کے مانند ہوتی ہے جسکو کوئی ڈھال ہرگز نہیں روک سکتی۔ اور ایک ایسی آگ کی مانند ہوتی ہے جس کو پانی ہرگز نہیں ٹھنڈا کرسکتا۔ کیا وہ حضرت نوح علیہ السّلام کی اٹل دُعا رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا الخ، ہی نہ تھی۔ جس نے سب کفار کو ایک دم میں ملیا میٹ کردیا؟ اور کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی پُراثر دعا کا اثر نہ تھا کہ جس سے فرعون جیسا عظیم الشّان بادشاہ ایک لمحہ میں اس کی آنکھوں کے سامنے حسرت بھرے دل سے لقمہ اجل ہوا۔ پھر کیا وہ ہمارے شفیع الورا سید المرسلین سرور عالم کی انتھک دعاؤں کا جادو خیز اثر نہ تھا کہ جس نے عرب جیسی اجہل قوم کو افضل بنادیا۔ اور جنگ بدر میں ۳۱۴ مسلمانوں کی قلیل اور بے سرو سامان جماعت نے کفار کے ایک ہزار تجربہ کار بہادروں کو جو ہر طرح مسلح تھے۔ پسپا کردیا۔ اور آخر میں میں کہونگا۔ کہ یہ ہمارے آقا حضرت مسیح موعود

کی پر درد دعاؤں کا ہی غیر معمولی اثر تھا کہ جس نے لیکھرام جیسے دشمن اسلام و دیگر حشرات الارض کو ان کی زندگی میں نابود کر کے اسلام کا بول بالا کر دیا۔
اب آخر میں ناظرین کو ایک دلچسپ واقعہ دعا کے متعلق سنا کر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ دعاؤں کو کس طرح قبول فرماتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص اللہ تعالےٰ کے حضور میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ تو مجھے بلا محنت رزق عطا فرما! ایک عرصہ دراز تک وہ شخص یہ دعا بڑے تضرع و استقلال سے کرتا رہا۔ لیکن اتفاقاً ایک ہمسائے کی گائے اسکے ہاں آگھسی اسنے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھکر پکڑ لیا۔ اور ذبح کر کے خود بھی کھایا۔ اور غریبوں میں بھی تقسیم کیا۔ مالک کو جب اطلاع ملی۔ تو اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں دعوےٰ دائر کر دیا۔ اس پر حضرت نے دونوں کو طلب فرمایا اور اظہار لیے جب مدعا علیہ کی باری آئی۔ تو اس نے عرض کی کہ پہلی میری وہ دعا سن لیجئے کہ جس کے بدلہ میں یہ گائے مجھکو ملی ہے اور اُسکو ایسے درد انگیز لہجہ میں وہی دعا ہاتھ پھیلا کر مانگی۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا دل بھر آیا۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آسکا۔ آخر کار مقدمہ کی تاریخ کل پر ڈال دی اور رات بھر اللہ تعالےٰ سے اصلی معاملہ کے انکشاف کے لیئے دعا کی تب اللہ تعالےٰ نے اصل حقیقت انپر کھول دی اور فرمایا کہ صبح کو تم مدعی کو کہو۔ کہ ملزم کو معاف کر دے اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر کہو اور اگر پھر بھی راضی نہ ہو۔ تو اسکا سب مال و اسباب ملزم کو دلوا دو۔ کیونکہ مدعی نے مدعا علیہ کے باپ کو مار کر اسکا سب مال و اسباب اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ اور فلاں پیڑ کے نیچے مدعا علیہ کا باپ معہ اس تلوار کے جس سے وہ قتل کیا گیا تھا۔ مدفون ہے چنانچہ صبح کو حضرت داؤد علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی مدعی سے ملزم کو معاف کر دینے

سفارش کی لیکن وہ اسپر بہت بگڑا۔ اور آخر کار جب وہ کسی طرح سے نہ مانا۔ تو حضرت داؤد علیہ السّلام معہ مدعی و مدعا علیہ و دیگر اہلِ دربار اس پیڑ کے پاس تشریف لیگئے۔ اور جب اس پیڑ کے نیچے سے زمین کھدوائی تو واقعی اس میں سے ملزم کے باپ کی لاش نکلی۔ اور ایک تلوار بھی جس پر کہ مدعی کا نام کھدا ہوا تھا۔ چنانچہ مدعی کو آخر کار اس جرم کا اقرار کرنا پڑا۔ اور حضرت داؤد علیہ السّلام نے اسکا سارا مال و اسباب مدعا علیہ کو دلوا دیا۔ اور اس طرح اسکی دعا پوری ہوئی؎

ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق۔
قصہ کوتہ کن ببیں از من دعائے مستجاب

(منظور علی شاکر از مراد آباد)

پردہ

اس زمانہ میں یوروپین تہذیب کا اثر ہندوستانیوں کی کمزور طبیعتوں پر اسقدر زیادہ ہوگیا ہے کہ جس کا بیان نہیں ہر بات میں یورپ ہی کی تقلید کو پسند کیا جاتا ہے۔ مذہب کچھ کہے اسلام کچھ بتائے وہ سب فضول۔ مگر جو بات عروس چمن یوروپ کی زبان جادو بیان سے نکلجائے وہ پتھر پر لکیر اور اسپر تمام یورپین تہذیب کے فدائی آمنا وصدقنا کہنے کے لئے تیار ہے

حیف اگر از اثرِ فلسفۂ مغربیان ✣ منکرِ فلسفۂ سنت و قرآن باشی
مسمر ازشعبدۂ جلوہ دہر بہی ✣ منکر معجزۂ علیسے عمران باشی
گفتۂ سولن وائین جہانبانی او ✣ بر زبان داری و بیگانہ زنعمان باشی
ازہنیبال صدافسانہ ودستاں گوئی ✣ جاہل از معرکہ فاتح ایران باشی
قیصراں راہمہ یک بشماری زآغاز ✣ بیخبر از عمر و حیدر و عثمان باشی

مگر میں بلاخوف لومت لائم۔ ڈنکے کی چوٹ پکار کر کہونگا۔ کہ یہ تمام باتیں اور بداعتقادیاں اور صراط مستقیم سے لغزشیں اسلام سے ناواقف اور عقل سلیم سے بے بہرہ ہونیکا نتیجہ ہیں۔ رسم پردہ جو آجتک اسلامی ممالک میں نہایت عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی رہی ہے۔ اور جس کے فوائد اصحاب دانش وبینش پر ہویدا ہیں اور جس پر تیرہ سو برس سے لیکر آجتک مسلمان عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ آج یورپین تہذیب کے ازعام باطل میں نہ فقط غیر مفید چیز ہے بلکہ پرلے درجہ کی تباہ کن بھی۔ میں

اس موقعہ پر مضمون زیر بحث آیات قرآن اور آثار نبوی صلعم سے ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہتا۔ بلکہ روزمرہ کے واقعات اور مشاہدات کی بنا پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

تاریخ شاہد ہے۔ کہ جس وقت آفتاب رسالت سرزمین عرب میں چمکا اسوقت عربوں کی بدچلنی اور بداخلاقی درجہ کمال تک پہنچ چکی تھی۔ زناکاری اس حد تک ہوتی تھی۔ کہ چپ ہی بھلی۔ اس بے شرمی و بے غیرتی کو جڑھ سے اُکھیڑنے کے لئے تاجدار دو عالم نے پردہ کو رواج دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں بہائم خصلت عرب اپنی خصلت جبلی کو بھول بھال کر پرلے درجہ کے نیک چلن بنگئے۔ اور آج پورے پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ تمام جہان میں سب سے زیادہ نیک چلن ملک عرب ہی ہے"۔ یورپ جیسے آج اپنی تہذیب پر غرہ ہے آزادی نسواں اور پردہ کے نہ ہونیکے باعث پرلے درجہ کی اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ جسقدر بدچلنی کا زور اس خطہ زمین میں ہے شاید جہان کے کسی دوسرے حصہ میں نہیں۔ آپ کی بیوی کو آپکے سامنے دوسرا اپنے ساتھ بازو میں بازو دیئے لیجارہا ہے۔ مگر کیا مجال کہ آپ تاب دم زدن لائیں۔ ورنہ ابھی بیوی صاحبہ سے پچاس سننی پڑیں۔ اور پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاے آزادیٔ نسوان یا بے پردگی کے زہریلے اثر کا پتہ پچھلے دنوں انگلستان کو لگ گیا۔ جب کہ عورتوں نے علی الاعلان پارلیمنٹ میں عورتوں کو ممبر بنانے جانیکے لئے تمام ملک کو سر پر اٹھالیا۔ اور بوجہ ان کی درخواست کے نامنظور کئے جانیکے بغاوتوں اور بلوؤں میں اپنے جوش کو ظاہر کیا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عورتوں کو جیلخانہ میں بھیجا گیا دیکھو صاحب۔ اب بھی ازادی نسواں

ہی کا کلمہ پڑھو گے)

جوان عورت کا کھلے منہ ہر گلی کوچہ میں خراماں ہونا صبر و شکیبائی کے رشتہ کو کاٹنے کیلئے مقراض کا کام دیتا ہے۔ اُدھر عاشق کی تلاش اِدہر معشوق کی جستجو ؎

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو

برخلاف اسکے اگر عورتیں حیا اور شرم سے اپنے مکانات میں باپردہ رہیں تو یقیناً بدچلنی کا تخم جہاں کے صفحہ ہستی سے اُٹھ جائے۔ کیونکہ ؎

بغیر از فصلِ گُل وحشت میں دیوانہ نہیں آتا
نہ جبتک شمع روشن ہو تو پروانہ نہیں آتا

کئی مدت کے غور و تامل کے بعد میں اس نتیجہ تک پہنچا ہوں، کہ "رسم پردہ ہی کے نہ ہونیکے باعث ہندو مفنون نے نیوگ کو نہ جائز ٹھہرایا"

میں اپنے مضمون کو فخر ملک و قوم جناب نواب محسن الملک مرحوم کے ایک ریمارک پر ختم کرتا ہوں۔ جو انہوں نے بمقام بمبئی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے موقعہ پر پردہ پر کیا۔ نواب صاحب فرماتے ہیں۔

"مجھے افسوس ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ کالج و انکی اور کانفرنس کی رائے ہے کہ پردہ اُٹھا دیا جائے میں کہتا ہوں کہ نہ کانفرنس کا یہ منشاء ہے اور نہ کالج کا۔ کالج کے بانی سر سید احمد خان تو جاہل سے جاہل اور کٹر سے کٹر مسلمان سے بھی اس معاملہ میں بڑھکر تھے۔ جنوں۔ کلکٹروں کی بیویوں نے انکی بہو محمود بیگم سے ملنا چاہا۔ لیکن انھوں نے اسکو بھی جائز نہ رکھا علی گڑھ پارٹی اور علی گڑھ کالج کے ۹۰ فیصدی طلباء کی یہ رائے ہے کہ پردہ جیسا کہ موجودہ زمانہ میں ہے قائم رکھا جائے۔ پردہ کی نسبت میری ذاتی

رائے یہ ہے کہ پردہ ایک مذہبی امر ہے اور مذہب سے جیسا ثابت ہو وہ رکھا جائے۔" والسلام خیر الختام

یقولؔ در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ؛ صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت

نوٹ :- ایسے وسیع مضمون پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن اس خوف سے مبادا سخن طویل باعث ملال طبع ناظرین ہو۔ اسی پر اکتفا ہے۔

احقر العباد سید محمد ظفر حسین آزاد از ہوشیارپور

ریویوز

تندرستی لاہور یہ ایک نیا اخبار ہے جسکا دوسرا نمبر جو ۱۶۔ جون ۱۹۱۰ء کو شایع ہوا ہے ریویو کے لئے دفتر تشحیذ الاذہان میں موصول ہوا ہے

یہ اخبار اسلئے جاری کیا گیا ہے کہ نوجوان جن مرضوں میں گرفتار ہیں انکو ان مرضوں سے بچنے کے قواعد بتائے اور ان مرضوں کے نقصانات سے آگاہ کرے اور پھر ایسے مرضوں کی تشخیص و علاج وغیرہ بہ تحقیق بیان کیجاوے۔ اسی طرح صحت کے متعلق مختلف تحقیقاتیں اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرے۔

اسکے دوسرے نمبر میں جو مضامین درج کئے گئے ہیں وہ انہی اغراض کو لئے ہوئے ہیں۔ یہ ماہوار اخبار ہر انگریزی مہینے کی ۱۶۔ تاریخ کو لاہور سے شایع ہوتا ہے اس اخبار کا دوسرا نمبر جو ہمارے سامنے ہے ۱۸×۲۲/۲ کے سولہ صفحوں پر شایع کیا گیا ہے قیمت سالانہ صرف ۱۲/ ہے۔ خط و کتابت و ترسیل زر بعنایت محمد مینیجر تندرستی و چشمہ صحت لاہور (موچی دروازہ) کے نام پر ہونی چاہیئے

ے دیکھو مجموعہ لیکچرز و اسپیچیز حصہ اول نواب صاحب طبع اول مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۹۵

اُولِی الامر

یہ ایک چھوٹا سا ٹریکٹ "قاضی غلام محی الدین صاحب اخگر ایڈیٹر العزیز بٹالہ نے تصنیف کرکے اپنے ماہوار پرچہ العزیز کیساتھ بطور نمونہ شائع کیا ہے۔ اس ٹریکٹ کی بڑی بڑی سرخیاں یہ ہیں۔ "تابعداری حاکم وقت عین فرض ہے" انگریزی راج کے ہندوستان میں فوائد۔ مسلمان ہرجگہ اپنے اپنے بادشاہ کے خیر طلب اور اطاعت گذار ہیں۔ فساد اور مذمت فساد میں قرآنی احکام۔ برٹش گورنمنٹ کے احسانات و برکات منظوم۔ کتاب میں اختصار کو بہت ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ ٹریکٹ ۲۲×۲۹/۸ کے سفید کاغذ کے ۳۲ صفحوں پر شائع ہوا ہے قیمت فی جلد ۴ سر ہے اصل مصنف سے طلب کرو۔

ٹریکٹ سیریز مدرسہ الٰہیات کانپور

ہمارے پاس مدرسہ الٰہیات کانپور کی طرف سے ٹریکٹ نمبر ۲ و ۳ پہونچے ہیں۔ ٹریکٹ نمبر ۲ میں مسئلہ اصول ازدواج پر بحث کیگئی ہے۔ اور ٹریکٹ نمبر ۳ میں سماجی پرمیشور یعنی ویدک توحید اور اسلامی توحید کا مقابلہ کیا گیا ہے یہ ٹریکٹ بڑی تحقیقات سے لکھے جاتے ہیں۔ انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے مصنّف جو طلباء مدرسہ الٰہیات میں سے ہیں آریوں کی کتابوں سے خوب واقف ہیں۔ ان ٹریکٹوں میں سلسلہ وار ہر ایک ٹریکٹ میں ویدک مت پر چالیس اعتراض کئے گئے ہیں اور اعتراضوں کے نمبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ٹریکٹ میں بھی چالیس اعتراض درج تھے میرے خیال میں یہ سلسلہ ٹریکٹس بہت مفید ہے یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہوتے ہیں صرف ۱ر کا ٹکٹ محصول کیلئے بھیجنے پر ملسکتے ہیں۔ درخواستیں حافظ احمد اللہ صاحب آنریری سکرٹری مدرسہ الٰہیات کانپور کے نام مونگکو کے جانی چاہئیں۔

خدا تعالیٰ کے قہری نشانات

سنہ ۱۹۰۵ء

خدا تعالیٰ کے ایک مامور نے آج سے قریباً پانچ سال پہلے (یعنی ۔ اپریل) خدا تعالیٰ سے خبر پاکر دنیا کی ہمدردی کے لیئے ایک خبر شائع کی تھی جسکا خلاصہ یہ ہے۔

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ۔ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر ۔ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولا کریم ۔ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

جسوقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی اسپر ہر طرح سے ہنسی کیگئی۔ یہانتک کہ بعض اخباروں نے لکھدیا۔ کہ پبلک میں بدامنی پھیلانیکے لیئے یہ پیشگوئی شائع کی گئی ہے۔ غرض اسوقت دنیا کے بندوں نے جس طرح ہو سکا زور لگایا کہ یہ پیشگوئی شائع نہ ہووے۔ مگر جوں جوں مخالفین نے اس پیشگوئی کی اشاعت کے روکنے کی کوشش کی توں توں خدا تعالےٰ نے اپنے بندے پر زور دیا کہ کثرت کیساتھ شائع کیجاوے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بڑے زور سے شائع کی گئی۔ دنیا میں کوئی ملک نہیں جہاں یہ پیشگوئی نہ پہونچی ہو مگر دنیا نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اسلیئے خدا تعالےٰ کے قہری نشانات مختلف صورتوں میں واقع ہوتے رہتے ہیں ان قہری نشانات میں سے بہت کچھ مختلف اوقات میں بتائے جا چکے ہیں۔ ہر سال بہت سے واقعات اس پیشگوئی کی صداقت پر مہر کر جاتے ہیں جیسا کہ اخبار بین دنیا کی نظر سے مخفی نہیں ہے ذیل میں

دو چار واقعات ایسے لکھتا ہوں۔ جو آجکل اخباروں میں چکر لگا رہے ہیں۔

وادی رائن (جرمنی) کا قصبہ التٹی ناہر اسی طوفان سے تمام و کمال برباد و نابود ہو گیا ہے۔ نقصان جان بے پایاں ہوا ہے۔ صحیح تعداد معلوم نہیں پاس کا قصبہ آوساو بھی برباد ہو گیا ہے ایک پل جس پر تماشا ئیوں کا غم غفیر جمع تھا۔ ٹوٹ کر مسمار ہو گیا۔ سب لوگ دریا میں ڈوب گئے۔

بالائے صوبہ یوپیریا میں بھی عظیم طوفان آئے شہر آبیر مرگاؤ کیساتھ آمد و رفت ناممکن ہے۔ بہت سے برٹش و امریکن وزیٹران بباعث طوفان کے بند ہیں اس خبر سے شہروں میں جا بجا ماتم طاری ہے۔

برہما میں کثرت باراں سے سخت سیلاب آیا۔ جس سے ریل کی سڑک کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اور بہت سا نقصان ہوا

اٹلی کا زلزلہ۔ کچھ عرصہ گزرا۔ اٹلی میں سخت زلزلہ آیا تھا۔ اب پھر اٹلی کے صوبہ ایوملینو میں سخت زلزلہ آیا۔ بہت سے مکانات اور جانیں ضائع ہوئیں۔

یہ سب واقعات اسطرف توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ جیسا کہ اس پیشگوئی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی تصدیق کیلئے یہ واقعات ہو رہے ہیں لہذا بہت جلد خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اشتہار

حضور جارج پنجم دام اقبالہ کی آرزمین آئندہ ماہ تک علاوہ محصول نصف قیمت کی رعایت۔ گنج شائگان دنیا بھر کی سلطنتوں کے سونے چاندی کے سکے دو جلد کامل عہ تاج و نشان مار کے پھریرے مار کے پھریرے مانوگرام وغیرہ کی تصویر و حال عہ دستار و کلاہ تمام دنیا کے مختلف قسم کی ٹوپی پگڑی خود کنٹوپ شملہ وغیرہ کا حال و تصاویر ۸ مخزن الفوائد دنیا بھر کے ارزان مقادیر پیمانے سکوں کے حالات و تصاویر سینکڑوں ضروری اور مفید صنعتیں ترکیبیں قاعدے کیمیاوی نسخے دوسرے ملکوں کے اوزان وغیرہ کا مقابلہ مع نقشے و تصاویر دو جلد کامل سے ۸ تاریخ اودھ چار جلد نواب برہان الملک سعادت خاں کے عہد سے واجد علیشاہ تک مفصل حالات ۶، تاریخی نایاب کتب کا انتخاب مع فوٹو کی تصاویر مصنف دو جلد تیار ہیں لوکل گورنمنٹ بھی اسکی قدر کر چکی ہے۔ فی جلد عہ مصباح الادب پند و حکمت کے گوہر معنی خیز شدہ یادنامی کا ترجمہ اردو جو سات زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ۸ ر کنز الطغرا تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ کلاں پر قابل دید و باعث برکت ۱۴ عدد التاریخ۔ لاکھوں تاریخی یادنام الفاظ فقرات محاورات آیات حدیث ضرب الامثال وغیرہ عہ احسن الاذکار غوث پاک کی سوانح عمری معہ کرامات اوراد خوارق عادات حسب و نسب وغیرہ ۱۲ ار تذکرۃ السلوک فلسفہ اور حکمت کے نکتے ہیں ہو تصوف کی نایاب اور نئی ضخیم کتاب قابل دید عہ شرائح العلوم شرح مثنوی مولانا روم سلیس عام فہم اردو ہر رموز و نکات کی شرح جلد اول عہ بحر الغرائب طریقہ ہائے جغرافیہ اکابرین و اسماء خداوندی کے خواص شرح مفصل درج ہیں ۸ خیابانِ عجم ان اساتذہ کی سوانح و کلام کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے ۸ تاریخ الکبار اسمیں ۲۴۰۰ تاریخی قطعات وصال بزرگانِ دین و اولیائے کرام قابل دید درج ہیں عہ ۲ر بزرگانِ دین کا فوٹو ایک گروپ میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے نام کے قابل برکت و قابل عزت ۸ فوٹو فرامین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع مہر و شرح خط کوئی ۳ مختلف قسم ۸ سو انجام الکمال دو جلد کامل موسوم بہ تزک آصفی عار سوانح خاندان مہاراجہ مدار المہام حال دکن عہ رسالہ مجموعہ اسوہ صنعت و حرفت وغیرہ کے رسالے اس میں شامل ہیں عہ افسون مہذب پارٹی کا ناول ای بچوں کے قابل عہ اخبار نیر اعظم ۳۵ سال کا پرانا مہذب اخبار آزاد گورنمنٹ کا وفادار رعایا کا جاں نثار نمونہ مفت للہ

المشتہر مینیجر نیر اعظم بک ایجنسی یو۔پی مرادآباد روہیلکھنڈ

رجسٹرڈ نمبر ۵۶۴

ڈاکٹر برمن کا بنایا ہوا

TRADE MARK

اصلی عرق کافور

TRADE MARK

انیس سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے

ڈاکٹروں اور حکیموں کی یہ رائے ہے کہ ہیضہ کی یہ اکسیر دوا ہے ہیضہ کے شروع ہوتے ہی عرق کافور پلانے سے یہ اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ دست وقے تھوڑی ہی دیر میں بند ہو جاتی ہے متلی کم ہو جاتی ہے ہاتھ پیروں میں گرمی آتی ہے اور مریض کو نیند آجاتی ہے کلوڈائین وغیرہ کی قسم ہیضہ کی دوسری دوائیں جنکہ ماننے میں افیون ملی ہوتی ہے ہیں اس عرق کافور کا نتیجہ خراب نہیں ہوتا ہیضہ کو بند کر خرابی دوا سے عرق کافور کے دوسری نہیں ہے۔ کسی مقام میں ہیضہ پھیلا ہو تو روزانہ اسکو دو تین قطروں کا استعمال کرنے سے پھر اس بیماری کے ہونیکا اندیشہ نہیں رہتا کیونکہ یہ ہیضہ کے زہر کو بیکام کر دیتا ہے وقت پر ہیضہ سے بچنے کیلئے یہ عرق کافور ہی ہے اگر یہ عرق ہیضہ شروع ہوتے ہی دیا جاوے تو سو میں سے ننانوے آدمیوں کی جان بچ جاتی ہے ہیضہ میں یہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ پردیس میں راستے چلتے پھرتے ہوئی اگر ہو کسی وقت اسکی دوا کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہوتا ہے اس لیے ہر شخص اور خاص کر مسافروں کو یہ لازم ہے کہ وہ عرق کافور کی ایک شیشی ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھیں۔

ہیضہ کے سوائے گرمی کے دست پیٹ کے درد۔ اور بدہضمی میں بھی عرق کافور بہت مفید ہوتا ہے نقلی عرقوں سے بچو۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور گول شیشی میں بھر کر جو پیلے کاغذ کے بکس میں بند رہتا ہے اور ان بکسوں پر ٹریڈ مارک چھپا رہتا ہے۔

قیمت فی شیشی چار آنہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک کیواسطے (۵ر)

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(باہتمام منشی مظفرالدین صاحب اصیل ہیم پریس لاہور میں چھپا)